© rasailojaraid.com

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

شیخ عبدالمالک مرحوم

۱۹۶۸ء میں، میں تعلیمی بورڈ لاہور سے ٹرانسفر ہوکر ملتان آیا تو اپنے اعزاء میں، جس شخصیت سے اپنے دل و دماغ کو زیادہ متاثر پایا، وہ میرے مشفق، میرے بزرگ شیخ عبدالمالک تھے۔ ملتان کی معروف شخصیت، سابق امیر جماعت اسلامی، قد کے اعتبار سے بالا نہ پست، رنگ گہرا گندمی، ہنستے ہوئے گول چہرے پر مسجع داڑھی، شربتی آنکھیں کہ آہوانِ صحرا دیکھ لیں تو چوکڑی بھول جائیں، سفید شلوار قمیض، کریم رنگ کی واسکٹ، سر پہ ٹوپی، دل کے نرم، ہاتھ کے سخی، شریف النفس مرنجاں مرنج، مزاج شستہ ورفتہ، ہر کام میں ایک وضع داری، ہر چیز کا حساب رکھنے کے عادی، طبیعت میں درویشی، نگاہ میں دور اندیشی، چار چول چوکس، بات ناپ تول کر کرتے، مشفق و مہربان اتنے کہ کئی غریب اور یتیم بچے ان کے ہاں پرورش پا کر نکلے۔ میں خود شیخ صاحب کا احسان مند ہوں کہ میرا پہلا ایم اے ان ہی کی لائبریری کا مرہون منت ہے۔ میں نے ان سے بہت کچھ سیکھا...... ہر حالت میں سچ بولنے کی عادت...... دشمن سے حتی الوسع صرفِ نظر...... لالچ، فریب، جھوٹ، چالاکی سے نفرت...... دوسرے کے دکھ درد کا احساس اور ہر ایک کی عزت نفس کا پاس...... اپنا کام خود کرنے کا شوق ...... وہ کہا کرتے کہ ٹائلٹ سے ہوکر جو بھی آئے، پانی والا لوٹا بھر کر آئے، ہوسکتا ہے بعد میں آنے والا زیادہ ضرورت مند ہو...... بے وقت آنے والا مہمان نہیں ہوتا۔ وہ اپنا گھر سمجھ کر آتا ہے۔ مہمان وہ ہوتا ہے جو بتا کر آئے...... وہ مہمان سے کھانے کے لیے صرف ایک دفعہ پوچھتے...... خلاف شرع مجلس میں نہ جاتے...... ایک دفعہ ان کے رشتے کے ایک بھائی کے بیٹے کی شادی تھی جو پولیس کے ریٹائرڈ انسپکٹر تھے۔ شیخ صاحب نے پہلے کہہ دیا اگر بارات میں بینڈ باجا ہوا تو میں نہیں آؤں گا اور نتیجتاً شیخ صاحب نے شرکت نہ کی۔ اس بات پر وہ ریٹائرڈ انسپکٹر، شیخ صاحب سے ساری عمر ناراض رہے۔

ایک دفعہ بیماری کے دوران، میں اور برادرِ محترم سید محمد کفیل بخاری عیادت کے لیے حاضر ہوئے۔ باتوں کے دوران کفیل شاہ جی نے راقم کے بارے میں کہا کہ حبیب صاحب ہمارے بہت اچھے دوست ہیں۔ شیخ صاحب نے جواب دیا

''دوست ہوتے ہی اچھے ہیں''

شیخ صاحب کے لباس پر چیونٹیاں رینگ رہی تھیں۔ کفیل شاہ جی نے چیونٹیاں صاف کرنا چاہیں۔ شیخ صاحب نے کہا ''انہیں کچھ نہ کہیں، میری ان سے صلح ہے۔ یہ آتی ہیں اور اپنے حصے کی کھانے کی چیز، روٹی بسکٹ وغیرہ کے گرے ہوئے ریزے چن کر چلی جاتی ہیں، میرا کیا نقصان کرتی ہیں۔ میرا ان کا معاہدہ ہو چکا ہے کہ انہیں میں کچھ نہیں کہوں گا یہ مجھے کچھ نہیں کہیں گی......!''

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شیخ صاحب نے تقسیمِ ہند سے پہلے کا اپنا ایک واقعہ سنایا ’’بستی بُچ لکڑ منڈی میں‘ میرے اسی مکان کے سامنے ایک ٹال میں مرزائیوں نے جلسہ کیا۔ جس میں ایک مرزائی عبدالکریم نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ’’جو آدمی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام نبیوں کو مانتا ہے اور حضرت محمد ﷺ کو پیغمبر تسلیم نہیں کرتا وہ کافر ہے۔ اسی طرح جو آدمی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک سب کو نبی مانتا ہے مگر غلام احمد قادیانی پر ایمان نہیں رکھتا وہ بھی کافر ہے۔‘‘ میں اس بات پر کڑھتا رہا، تڑپتا رہا۔ میری برادری کا قادیانی طبقہ بہت طاقت ور تھا۔ اُس وقت میرا تعلق مجلس احرار اسلام سے تھا۔ آخر میں نے ’’ہر چہ بادا باد‘‘ کا نعرہ لگا کر اس وقت کی محبوب شخصیت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ سے رابطہ کر کے‘ جلسے کا اعلان کر دیا۔ میرے مکان کے سامنے کھلا میدان تھا۔ یہیں جلسہ ہونا تھا۔ قادیانیوں اور انگریز کے دیگر ٹوڈیوں نے حکامِ شہر کو بھڑکایا‘ نتیجتاً ملتان کے انگریز ڈی سی نے جلسہ پر پابندی لگا دی۔ احرار کارکن بپھر گئے اور ہر صورت میں جلسہ منعقد کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ مجھے انتظامیہ نے بلایا اور حکومتی فیصلے سے مطلع کیا۔ میں نے برملا کہا کہ اب تو جلسہ ہو کر رہے گا۔ احرار کارکن سرخ قمیضیں پہن کر بڑی تعداد میں جلسہ گاہ پہنچ گئے اور جلسہ شروع ہو گیا۔ جانباز مرزا مرحوم نے اپنی نظم سے جلسے کا آغاز کیا۔ مولانا محمد حیاتؒ اور قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کو بھی پہلی دفعہ سنا۔ آخر میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے تقریر کرتے ہوئے کہا ’’ختم نبوت ہمارے دین کی بنیاد ہے...... ہماری سیاست ہمارا دین ہے......‘ پھر شاہ جیؒ نے نبی کریم ﷺ کے اوصافِ حمیدہ بیان فرمائے اور اس کے بعد مرزا قادیانی کی خرافات دہرائیں۔ اور قادیانیوں کو للکارتے ہوئے کہا کہ جب بھی اس دھرتی پر کوئی مسیلمہ کذاب سر اٹھائے گا اس پر صدیق اکبرؓ کی سنت پوری کی جائے گی......! جلسہ رات دو بجے ختم ہوا۔

شیخ صاحب مرحوم کو حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ سے بہت عقیدت تھی۔ میں اور کفیل بخاری جتنی دیر اُن کے پاس بیٹھے رہے‘ وہ وقفے وقفے سے سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ اور مجلس احرار اسلام کی دینی خدمات کا تذکرہ کرتے رہے۔ انہیں اپنے ماضی اور حال دونوں پر فخر تھا کہ ان کا تعلق دعوتِ دین کا کام کرنے والی شخصیات اور جماعتوں سے رہا۔ وہ دل درد مند رکھنے والے ایک سچے مسلمان تھے۔

ماہنامہ ’’خطیب‘‘ لاہور میں جناب عبدالوحید سلیمانی نے شیخ صاحب کا ایک ایمان افروز واقعہ نقل کیا ہے۔

’’شیخ عبدالمالک مرحوم بہت وضعدار اور مجلسی شخص تھے۔ سچ پوچھیں تو ملتان کے روحِ رواں تھے۔ پاکستان بننے سے بہت پہلے ان کی ذاتی سواری تھی۔ امیر کبیر لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ گھر کا ماحول اگرچہ قدرے مختلف تھا مگر نماز روزے کے پابند تھے اور سُچی داڑھی رکھی ہوئی تھی۔ اہل خانہ وقتاً فوقتاً داڑھی صاف کرانے کا بھی کہتے رہتے لیکن یہ اپنے دھن کے پکے تھے۔ اسی دوران ان کی شادی کا مسئلہ زیر بحث آیا۔ صرف بات ہی طے نہیں ہوئی بلکہ شادی کی تاریخ بھی مقرر ہو گئی۔ اب گھر والوں کا دباؤ بڑھ گیا‘ کہ داڑھی صاف کراؤ۔ لیکن یہ ایک کان سے سنتے اور دوسرے سے اڑا دیتے۔ اگلے روز شادی تھی سارا دن کام میں مصروف رہے اور رات گئے تھک ہار کر سو گئے۔ گھر والوں نے موقع غنیمت سمجھا اور قینچی سے ایک طرف کی داڑھی کاٹ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دی۔ صبح اٹھے، احساس ہوا کہ ان کے ساتھ واردات ہوگئی ہے لیکن بولے کچھ نہیں، لبوں کو سی لیا۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ گھر والے ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں۔ آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو اشارے ہو رہے ہیں لیکن شیخ صاحب سب سے بے نیاز اپنے کاموں میں مصروف ہیں۔ گھر والوں کا خیال تھا کہ ایک طرف کی داڑھی صاف ہوگی تو دوسری طرف داڑھی وہ خود صاف کرالیں گے لیکن یہاں کچھ آثار ہی نظر نہیں آرہے تھے۔ اب بہنوں نے منتیں شروع کر دیں۔ والدین نے کہا کہ ایک دفعہ داڑھی صاف کرانے میں کیا حرج ہے۔ اب صاف کرو اور ساتھ ہی نیت کرلو داڑھی رکھنے کی۔ لیکن شیخ عبدالمالک نے ایک ہی جواب دیا کہ میں نے داڑھی فیشن کے طور پر نہیں رکھی، سنت سمجھ کے رکھی ہے نہ میں اسے کٹوا سکتا ہوں نہ منڈوا سکتا ہوں اسی طرح بارات لے کر جاؤں گا اور ہوا بھی ایسا ہی۔ دلہا بن کر اس شان کے ساتھ جا رہے ہیں کہ دائیں طرف داڑھی سے مزین ہے اور بائیں طرف کچھ کٹی ہوئی ہے۔ اللہ اللہ ایسا دولہا کس نے دیکھا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے شیخ صاحب کو بیوی بھی خدمت گزار اور سخی عطا کی تھی۔ ان کا ایک واقعہ شیخ صاحب کی زبانی تحریر ہے:

''ایک دفعہ میں گھر سے باہر تھا۔ تین چار میرے ملنے والے آگئے، دروازہ کھٹکھٹایا اور بتایا کہ ہم ڈیرہ غازی خاں سے آئے ہیں اور یہ جواب سن کر کہ شیخ صاحب گھر پر نہیں ہیں، واپس جانے لگے تو میری بیوی نے کہا نہیں! میں کھانا کھائے بغیر نہیں جانے دوں گی۔ آپ مردان خانے میں تشریف رکھیں۔ شیخ صاحب تنہا باہر گئے ہیں، گھر کا آٹا تو ساتھ لے کر نہیں گئے۔''

شیخ صاحب کی بیوی کی وفات پر ایک دوست نے تعزیت کی تو کہنے لگے۔ ہاں سنا تھا کہ:

''بچوں کی ماں نہ مرے اور بوڑھے کی بیوی نہ مرے!''

کچھ عرصہ پہلے جب میں ان کی عیادت کے لیے ان کے ہاں گیا تو دیکھ کر رنجیدہ ہوا کہ شیخ صاحب بہت کمزور ہو چکے ہیں۔ ان کی عمر اس وقت نوّے سال کے لگ بھگ ہوگی۔ کوئی ڈیڑھ گھنٹے تک باتیں کرتے رہے۔ کہنے لگے حبیب! آج تم نے میرا چپ کا روزہ کھلوا دیا ہے۔ غالب نے خوب کہا ہے:

موت کا ایک دن معیّن ہے — نیند کیوں رات بھر نہیں آتی
آگے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی — اب کسی بات پر نہیں آتی
ہے کچھ ایسی ہی بات جو چپ ہوں — ورنہ کیا بات کر نہیں آتی
مرتے ہیں آرزو میں مرنے کی — موت آتی ہے پر نہیں آتی

مہینوں سے طبیعت اتنی بیزار ہو چکی ہے کہ کسی سے بات کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ بچوں کو بلانے کے لیے پلنگ کے ساتھ گھنٹی لگوالی ہے۔ والد صاحب کہا کرتے تھے کہ بڑھاپے میں دو چیزوں کا خیال رکھنا۔ ایک تو کسی کو آواز نہ دینا کہ جواب نہ آنے پر دکھ ہوگا۔ دوسرے ضرورت کی چیز اپنے پاس رکھنا۔ پوچھا کہ ضرورت کی چیز کون سی ہے۔ کہنے لگے۔ پانی کے دو برتن۔ ایک پینے کے لیے اور دوسرا آبِ دست۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہنے لگے ''تنہائی ڈستی ہے۔چل پھر نہیں سکتا۔اکیلے پڑے پڑے اکتا گیا ہوں۔'' میں نے کہا: ''وہ بے نیاز ہے، بے پرواہ ہے، وہی مالک ہے، اسی سے آسانیاں مانگتے رہنا چاہیے۔باقی وہ جس حال میں رکھے' اس کی مہربانی۔اس سے کوئی نہیں پوچھ سکتا۔وہ سب سے پوچھ سکتا ہے۔'' یہ کہہ کر میں نے اپنا آموختہ سنایا کہ:

''رسول پاک ﷺ کے پاس ایک صحابیہ (رضی اللہ عنہا) آئیں' وہ مرگی کی مریضہ تھیں۔عرض کیا: ''یا رسول اللہ (ﷺ)! میں بہت تکلیف میں ہوں' دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھے اس موذی مرض سے نجات دے۔'' آپ ﷺ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور پھر جھٹک دیئے۔اس مائی صاحبہ سے فرمانے لگے: ''کیا تو اس بات کو پسند نہیں کرتی کہ اللہ تعالیٰ تجھے اس تھوڑے عرصے کی تکلیف کے عوض بخش دے۔'' صحابیہؓ یہ سن کر واپس چلی گئیں۔''

شیخ صاحب یہ واقعہ سن کر کافی دیر روتے رہے۔

شیخ صاحب اردو، فارسی کا بہت اچھا ذوق رکھتے تھے۔بلا کا حافظہ پایا تھا۔میں نے پوچھا: ''نوّے سالہ زندگی کیسے گزری؟'' کہنے لگے

موئے سیاہ بہ ہوس کردم سفید
موئے سفید بگناہ کردم سیاہ

(میں نے حرص وہوس میں جوانی کے سیاہ بال سفید کیے اور پھر ان سفید بالوں پر جرم وگناہ کی سیاہی مل لی۔)

آج شیخ صاحب کو ہم سے جدا ہوئے تقریباً تین مہینے گزر چکے ہیں مگر اُن کی یاد ہمارے دلوں میں آج بھی باقی ہے۔دعا ہے' اللہ تعالیٰ شیخ صاحب کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔اُن کی لغزشوں سے درگزر کرتے ہوئے' اُن کے ساتھ رحمت والا معاملہ فرمائے۔(آمین)

عمر فاروق ہارڈ ویئر اینڈ مل سٹور

عمارتی وصنعتی سامان، ہارڈ ویئر، پینٹس، ٹولز، بلڈنگ میٹریل
گورنمنٹ سے منظور شدہ کنڈے، باٹ وپیمانہ جات

صدر بازار، ڈیرہ غازی خان فون:0641-462483

© rasailojaraid.com